

از عدالت عظمیٰ

مگریگور اینڈ بالفور لمیٹڈ۔

16 مارچ۔

1959

بنام

انکم ٹیکس کمشنر، مغربی بنگال

(بی۔ پی۔ سنہا، جے۔ ایل۔ کپور اور ایم۔ حیدر اللہ، جسٹس صاحبان)

انکم ٹیکس۔ انگلینڈ اور ہندوستان میں کاروبار کرنے والی کمپنی۔ انگلینڈ میں ادا کیے گئے اضافی منافع ٹیکس کی واپسی۔ آیا بھارت میں ٹیکس لگایا جاسکتا ہے۔ بھارتیہ مالیاتی ایکٹ، 1946، دفعہ 11(4)۔

اپریل 1946ء میں انگلینڈ اور بھارت میں کاروبار کیا۔ پچھلے سالوں میں اس نے دونوں ممالک میں اضافی منافع ٹیکس ادا کیا اور اس نے بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے مقاصد کے لیے اپنے منافع اور فوائد سے ادا کی گئی رقم میں کٹوتی حاصل کی۔ تشخیص کے سال 1947-48 میں انگلینڈ میں ادا کیے جانے والے اضافی منافع ٹیکس میں سے اس نے 2,31,009 روپے کی ادائیگی حاصل کی۔ دفعہ 11(14) کے تحت کام کرنے والے انکم ٹیکس حکام، بھارتیہ مالیاتی ایکٹ، 1946ء میں انگلینڈ میں موصول ہونے والی اس رقم کو اپریل 1946ء کے قابل ٹیکس منافع میں شامل کیا۔ اپریل 1946ء میں بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت کام کرنے والے انکم ٹیکس حکام، بھارتیہ مالیاتی ایکٹ، 1946ء میں انگلینڈ میں موصول ہونے والی اس رقم کو اپریل 1946ء کے قابل ٹیکس منافع میں شامل کیا۔ اپریل 1946ء میں بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت کام کرنے والے انکم ٹیکس حکام، بھارتیہ مالیاتی ایکٹ، 1946ء میں انگلینڈ میں موصول ہونے والی اس رقم کو اپریل 1946ء کے قابل ٹیکس منافع میں شامل کیا۔ اپریل 1946ء میں بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت کام کرنے والے انکم ٹیکس حکام، بھارتیہ مالیاتی ایکٹ، 1946ء میں انگلینڈ میں موصول ہونے والی اس رقم کو اپریل 1946ء کے قابل ٹیکس منافع میں شامل کیا۔

یہ مانا گیا کہ اضافی منافع ٹیکس کی ادائیگی کے طور پر موصول ہونے والی رقم پر صحیح ٹیکس لگایا گیا تھا۔ بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 11(14) کے تحت دوبارہ ادائیگی کی رقم کو 'آمدنی' سمجھا جاتا تھا اور اس 'آمدنی' کو پچھلے سال کی آمدنی سمجھا جاتا تھا جس کے دوران ادائیگی کی گئی تھی۔ دفعہ 11(14) نے انکم ٹیکس قانون کی

عمومی توضیحات سے پیدا ہونے والے تحفظات سے قطع نظر ایک ذمہ داری پیدا کی۔ قابل ٹیکس علاقوں کے اندر اور اس کے بغیر آمدنی کے درمیان فرق کو دفعہ (14) 11 نے غیر ضروری بنا دیا تھا۔

ایگلٹن سیلکا برک کمپنی لمیٹڈ بنام ماریان، (1924) 9 ٹیکس کیس۔ 92؛ اے۔ اینڈ ڈبلیو نیسیٹ لمیٹڈ بنام مچل، (1926) 11 ٹیکس کیس۔ 217 اور کرکس ٹرسٹیز بمقابلہ دی کمشنرز آف ان لینڈ ریونیو، (1926) 11 ٹیکس کیس۔ 323، درخواست دی گئی۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 265 بابت 1956

انکم ٹیکس حوالہ نمبر 107 بابت 1952 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے 26 اگست 1954 کے فیصلے اور حکم پراپیل۔

اپیل گزاروں کی طرف سے: ایس مترا، دیک چودھری اور بی این گھوش۔

مدعا علیہ کی طرف سے: بھارت کے سالیسیٹر جنرل سی کے دفاری، کے این راجو پال شاستری، آر ایچ دھبر اور ڈی گپتا۔

16 مارچ 1959۔ عدالت کا فیصلہ، جسٹس ہدایت اللہ نے سنایا

جسٹس ہدایت اللہ، - مسریس میک گریگور اینڈ بیلفور لمیٹڈ، کلکتہ (جسے اس کے بعد کمپنی کہا جاتا ہے) برطانیہ میں شامل ایک کمپنی ہے۔ اس کا صدر آفس بھی وہیں ہے۔ تاہم یہ بھارت میں بھی کاروبار کرتا ہے۔ پچھلے کچھ سالوں میں، کمپنی کو انگلینڈ اور بھارت دونوں میں اضافی منافع ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا۔ جب اس نے ایسا کیا، تو بھارتیہ اضافی منافع ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 12 (2) کے تحت بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے مقصد کیلئے اس نے اپنے منافع اور حاصل سے رقم کی کٹوتی حاصل کی۔

تشخیص کے سال 1947-1948 میں جو 31 اکتوبر 1946 کو ختم ہونے والے کمپنی کے محاسبی سال سے مطابقت رکھتا ہے، اس نے 2,31,009 روپے کی ادائیگی حاصل کی۔ انگلینڈ میں ادا کیے جانے والے اضافی منافع ٹیکس میں سے۔ یہ 4 اور 5، جیو کی دفعہ (1) 28 کے تحت تھا۔ VI باب، 30 بھارتیہ انکم ٹیکس کے محصولات کے مقاصد کے لیے، یہ رقم انکم ٹیکس افسر کے ذریعے کمپنی کے قابل ٹیکس منافع میں شامل کی گئی تھی۔ اس نے دفعہ کے تحت کام کرنے کا ارادہ کیا۔ بھارتیہ مالیاتی ایکٹ، 1946 کی دفعہ (14) 11 (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے)۔ بھارت میں کمپنی کی آمدنی 6,34,937 روپے رکھی گئی تھی۔) بشمول 2,31,009 روپے کی رقم۔ جبکہ قابل ٹیکس علاقے سے باہر آنے والی رقم 4,29,620 روپے رکھی گئی تھی۔ دفعہ 4 اے بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے (ج) (ب) کے مطابق انکم ٹیکس افسر نے کمپنی کی کل عالمی آمدنی کا اندازہ لگایا۔

کمپنی کی اپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر اور انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل میں لگاتار کی گئی اپیلیٹ مسترد کر دی گئیں۔ تاہم، ٹریبونل نے قانون کے درج ذیل سوالات کو کلکتہ میں عدالت عالیہ کو بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66 کے تحت بھیجا۔

(1) "کیا اس مقدمے کے مذکورہ بالا حقائق اور حالات پر ٹریبونل کا یہ فیصلہ درست تھا کہ 2,31,009 روپے کی رقم زیر غور تشخیص سال کے دوران مشخص الیہ کی آمدنی تھی اور بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت اس کا اندازہ لگایا جانا واجب تھا؟ اور

(2) اگر ایسا ہے، تو کیا اس رقم کو بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 4 (الف) (ب) کے تحت ٹیکس دہندہ کی رہائش کا تعین کرنے کے لیے غور میں نہیں لیا جا سکتا؟"

یہ مقدمہ چیف جسٹس چکرورتی، اور جسٹس لہری، نے سنا، جنہوں نے 26 اگست 1954 کے اپنے فیصلے کے ذریعے پہلے سوال کا جواب ہاں میں اور دوسرے کا منفی میں دیا۔ تاہم، انہوں نے بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66 اے کے تحت ایک سند جاری کی۔ اس عدالت میں اپیل کرنے کے لیے آئین کے دفعہ 135 کے ساتھ پڑھے۔ حکمہ کی

جانب سے کوئی اپیل دائر نہیں کی گئی ہے، اور دونوں میں سے دوسرے سوال کو اس معاملے میں بالآخر حل کرنے کے لیے لیا جانا چاہیے۔

اس اپیل میں کمپنی کے معاملات، اس طرح، صرف پہلے سوال سے متعلق ہیں، اور وہ دو ہیں: سب سے پہلے یہ کہا گیا تھا کہ دفعہ- (14) 11 مالیاتی قانون کا اطلاق تشخیصی سال 1947-1948 پر نہیں کیا جا سکا، کیونکہ اس شق کو بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ میں شامل نہیں کیا گیا تھا یا اس کے بعد کے مالیاتی قوانین میں دہرایا گیا تھا۔ اس دلیل کو ہمارے سامنے سنجیدگی سے پیش نہیں کیا گیا، اور اس کا ذکر کرنے کے بغیر، مسٹر مترا نے کمپنی کے لیے اس کی وضاحت کرنے کا انتخاب نہیں کیا۔ ہمارا خیال ہے کہ مسٹر مترا معاملے کی پیروی نہ کرنے میں بالکل درست رہے ہیں۔ جیسا کہ تشکیل دیا گیا سیکشن، بعد کے تشخیصی سالوں پر اسی طرح لاگو ہوتا ہے جس طرح اس نے-1946 1947 کی تشخیص پر کیا تھا، اور پہلی نظر میں، اوپر بیان کردہ دو معاملوں میں سے کسی ایک کی پیروی کرنا ضروری نہیں تھا۔ چونکہ نقطہ کو ہمارے سامنے نہیں پیش کیا گیا تھا، اس لیے ہمیں یہاں اپنی وجوہات دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے بعد یہ کہا گیا کہ عدالت عالیہ نے مالیاتی ایکٹ کی دفعہ (14) 11 کی تشریح کرنے میں غلطی کی تھی۔ ایک توضیحات کے طور پر جس نے ایک خود حساسہ ذمہ داری پیدا کی، گویا یہ ایک الزامی دفعہ ہے۔ یہ دعویٰ کیا گیا کہ ادائیگی قابل ٹیکس علاقے کے اندر نہیں تھی، اور دوسرے سوال کے جواب کے پیش نظر دفعہ 4 اے (ج) (ب) کے اطلاق کے حوالے اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہو سکتا۔ محکمہ کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ ذیلی دفعہ نے خود ہی ایک الزام عائد کیا ہے اور اس میں جو دلیل کافی اور واضح ہیں، اس پر غور کرنا ضروری نہیں ہے کہ آمدنی کہاں سے پیدا ہوئی۔

مالیاتی ایکٹ کی دفعہ (14) 11 مندرجہ ذیل ہے :

"جہاں اضافی منافع ٹیکس ایکٹ، 1940 (XV بابت 1940) کے دفعہ 12 کے ذیلی دفعہ (2) کی توضیحات کے تحت، برطانیہ میں نافذ قانون کے تحت قابل ادائیگی اضافی منافع ٹیکس کو انکم ٹیکس اور کسی بھی کاروبار کے منافع اور فوائد کے لیے کمپیوٹنگ میں کٹوتی کی گئی ہے، مالیاتی ایکٹ 1941، (4 اور 5، جیو 6، سی۔ 30) کے دفعہ

28 کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت کسی بھی ادائیگی کی رقم۔ جیسا کہ مالیاتی ایکٹ، 1942 (5، اور 6، جیو 6 سی، 21) اُنمنافعوں کے سلسلے میں، بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کے مقاصد کے لیے آمدنی سمجھی جائے گی، اور انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس کی تشخیص کے مقصد کے لیے، پچھلے سال کی آمدنی سمجھی جائے گی جس کے دوران ادائیگی کی گئی ہے۔" اس سیکشن کا موازنہ قواعد کے آر (1) 4 سے کیا جا سکتا ہے جو انکم ٹیکس ایکٹ، 1918 (8 اور 9، جیو۔ وی، سی 40) گوشوارہ کے معاملات I اور II پر لاگو ہوتے ہیں۔

جہاں کسی شخص نے اضافی منافع ڈیوٹی ادا کی ہے، اس طرح ادا کی گئی رقم کو اس سال کے منافع یا فوائد کی گنتی میں کٹوتی کے طور پر اجازت دی جائے گی جس میں حساباتی مدت کا اختتام بھی شامل ہے جس کے سلسلے میں اضافی منافع ڈیوٹی ادا کی گئی ہے۔ لیکن جہاں کسی شخص کو اضافی منافع ڈیوٹی کے ذریعے اس کی طرف سے پہلے ادا کی گئی کسی بھی رقم کی ادائیگی موصول ہوئی ہے، تو ادا کی گئی رقم کو منافع سمجھا جائے گا، اس سال کے لیے جس میں ادائیگی موصول ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا انگریزی قاعدہ سب سے پہلے سال کے منافع یا فوائد سے اضافی منافع ڈیوٹی کے طور پر ادا کی گئی رقم کی کٹوتی سے متعلق ہے جس میں حساباتی مدت کا اختتام شامل ہے جس کے سلسلے میں اضافی منافع ڈیوٹی ادا کی گئی ہے، ایک معاملہ جس سے بھارتیہ اضافی منافع ٹیکس ایکٹ، کی دفعہ (2) 12 میں نمٹا گیا ہے۔ اور اس کے بعد اضافی منافع ڈیوٹی سے ادا کی گئی رقم کے ٹیکس کی تشخیص کے ساتھ جو پہلے مالیاتی ایکٹ کی ذیلی دفعہ (11) اور ذیلی دفعہ (14) میں نمٹا گیا تھا۔

ہر معاملے میں قانون سازی کا غرض اور مقصد ایک ہی ہے، اور اگرچہ دونوں توضیحات وہی نہیں ہیں، لیکن وہ کافی حد تک ایک ہی الفاظ میں ہیں اور ایک ہی مواد میں بھی ہیں۔ انگریزی قاعدہ کے اختتامی الفاظ "ادا کی گئی رقم کو اس سال کے منافع کے طور پر سمجھا جائے گا جس میں ادائیگی موصول ہوتی ہے"، اور جن کی انگریزی عدالتوں نے تشریح کی ہے ان کا موازنہ خاص طور پر مالیاتی ایکٹ کے 11 کی ذیلی دفعہ۔ (14) کیا جا سکتا ہے :

"کوئی بھی ادائیگی۔۔۔۔۔، انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس کی تشخیص کے مقاصد کے لیے، پچھلے سال کی آمدنی کے طور پر سمجھی جائے گی جس کے دوران ادائیگی کی گئی ہے۔"

اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ دونوں توضعیات کا بنیادی ارادہ ایک ہی ہے، اور زبان کافی حد تک ایک جیسی ہے۔

اب، انکم ٹیکس قانون کی عمومی توضعیات سے پیدا ہونے والے تحفظات سے قطع نظر ذمہ داری پیدا کرنے کے لیے انگریزی عدالتوں نے انگریزی قواعد کی تشریح کی تھی۔ ایگلٹن سلیکا برک کمپنی، لمیٹڈ بنام ماریان، ٹیکس دہندہ کمپنی جو 1904 میں رضاکارانہ طور پر بند ہو رہی تھی، مختتم کے ذریعے 1921 تک جاری رہی جب کاروبار دوسری کمپنی کو فروخت کر دیا گیا جس نے اسے 5 اکتوبر 1921 کو اپنے قبضے میں لے لیا، اور پھر اپیل کنندہ کمپنی کا کاروبار بند ہو گیا۔ سال 1921-22 کے لیے انکم ٹیکس کی تشخیص دونوں کمپنیوں کے درمیان تقسیم کی گئی تھی اور چونکہ ٹیکس دہندہ کمپنی کو نقصان اٹھانا پڑا تھا، اس لیے اس کے معاملے میں اسے کم کر کے صفر کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ٹیکس دہندہ کمپنی کو 1952 میں، 7,224 پونڈ اور 1,150 پونڈ موصول ہوئے۔ جب اس نے اضافی منافع ڈیوٹی کی ادائیگی کے طور پر کاروبار کرنا بند کر دیا تھا، اور اس آمدنی کا اندازہ اوپر بیان کردہ حوالے (1) 4 کے تحت کیا گیا تھا۔ سوال یہ تھا کہ کیا یہ درست تھا۔

اس کیس پر درجہ اول ڈویژن کے لارڈز نے غور کیا، اور انہوں نے ٹیکس دہندہ فرم کے خلاف اپنی رائے دی۔ لارڈ صدر (کلائٹ) جس کے ساتھ لارڈ سکرنگلٹن، کولن اور سینڈز نے اتفاق کیا (لارڈ سینڈز ڈویژن) نے قواعد کے دو حصوں کی وضاحت اس طرح کی :

"اصول واضح ہے۔ یہ ہے کہ اگر کسی ٹیکس دہندہ نے منافع کو (براہ راست، یا بالواسطہ طور پر تین سال کی اوسط کے عمل کے بذریعے) انکم ٹیکس کے قابل بنایا ہے، اور ریونیو اضافی منافع ڈیوٹی کے نام پر ان منافع کا حصہ لیتا ہے، تو یہ صرف مناسب ہے کہ اصل میں انکم ٹیکس میں طے شدہ منافع کو کچھ اسی طرح کی کٹوتی کا سامنا کرنا پڑے۔" اضافی منافع ڈیوٹی کی ادائیگی کے معاملے میں جو مسئلہ پیدا ہوا وہ مختلف تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا یا جان سکتا تھا کہ ادائیگی کتنی جلدی، یا کتنی دیر سے کی جا سکتی ہے؛ اور نہ ہی وہ کاروبار جس کے منافع کا تخمینہ اضافی منافع ڈیوٹی پر لگایا گیا تھا جب ادائیگی (اگر کوئی ہو) کی جائے گی تو وہ اسی ہاتھ میں ہوگا یا نہیں۔ اس وقت تک کاروبار کا وجود ختم ہو چکا ہوگا۔ اس لیے اس شخص کو ادائیگی کرنی پڑ سکتی ہے جو ادائیگی جاری نہیں رکھ رہا تھا۔ اصل کاروبار۔ ہو

سکتا ہے کہ اصل تاجر نے کاروبار چھوڑ دیا ہو، اس کی موت ہو گئی ہو، اور ہو سکتا ہے کہ اس کی جگہ کوئی منتظم آیا ہو۔ ان تمام معاملات کے لیے فراہم کردہ حل پیرا گراف کے دوسرے حصے میں موجود ہے، جس کے مطابق کسی بھی شخص کو ادا کی گئی رقم کو "اس سال کے منافع کے طور پر مانا جانا ہے جس میں ادائیگی موصول ہوتی ہے۔" یہ واضح ہے کہ اس طرح ادا کیے گئے سابقہ تجارتی منافع کی رقم دراصل اس سال کے تجارتی منافع نہیں ہو سکتی۔ اس کے باوجود، ادا کی گئی رقم کو اس طرح ماننا چاہیے جیسے وہ وہی ہو جو حقیقت میں نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ ادا کی گئی رقم تجارتی منافع پر مشتمل ہوتی ہے جو ٹیکس دہندگان تک ان کے مناسب وقت پر پہنچتی ہے۔ اگرچہ ان کے حصول میں دیر ہوئی، لیکن انہوں نے تجارتی منافع کے طور پر اپنا اصل کردار نہیں کھویا ہے۔ میری رائے میں، گوشوارہ ڈی کے مقدمات I اور II کے تحت قواعد کے حصے کے طور پر قاعدہ 4 کے پیراگراف (1) کی پوزیشن کی وضاحت یہی ہے، جس کا تعلق تجارت اور پیشوں کے منافع سے ہے۔ یہ کہ کچھ مصنوعی اصول وضع کیا جانا چاہیے ان حالات میں ناگزیر تھا، اور اپنائے گئے اصول کی انتہائی مصنوعی نوعیت ان الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے جن میں اس کا اظہار کیا گیا ہے۔ ادا کی گئی رقم کو اس سال کے منافع کے طور پر مانا جائے گا جس میں ادائیگی موصول ہوتی ہے۔ مختصراً، ادا کی گئی رقم کو کچھ سمجھا جاتا ہے جو یہ نہیں ہے، اور ممکنہ طور پر حقیقی حالات میں نہیں ہو سکتی۔ نہ ہی یہ کسی بھی طرح سے غیر معقول یا اس کے برعکس ہے جس کی توقع کی جا سکتی ہے، اگر موضوع کو مد نظر رکھا جائے۔ کیونکہ، جیسا کہ دیکھا گیا ہے، اضافی منافع ڈیوٹی خود انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت واقف طریقوں سے شمار ہونے والے تجارتی منافع کا ایک حصہ تھا۔ یہ محض کسی چیز کا حصہ نہیں تھا جو منافع کے حساب میں داخل ہوا؛ یہ حقیقی حساب شدہ منافع تھا۔ ور، لیکن اکاؤنٹنگ مدت اور تین سال کی اوسط کے درمیان فرق کے لیے، یہ براہ راست انکم ٹیکس کے لیے قابل تشخیص ہوتا۔

اسی طرح کا نظریہ اپیل عدالت میں لارڈ ہین ورتھ، ایم آر، اسکرٹن، ایل جے، اور رومر، جے کے ذریعے لیا گیا تھا۔ اسکرٹن، ایل جے، ڈوبینز (اے اینڈ ڈبلیو نیسیٹ لمیٹڈ بنام مچل۔ وہاں بھی، یکم مئی سے 25 نومبر 1920 تک اکاؤنٹنگ کی مدت میں نقصانات کا سامنا کرنے کے بعد، ٹیکس دہندہ کمپنی بند کی گئی اور تجارت بند کر دی۔ 22 اپریل 1924 کو اضافی منافع ڈیوٹی کی ادائیگی ہوئی، اور اس کا اندازہ انکم ٹیکس پر لگایا گیا۔ قواعد کے بادشاہ نے موصولہ رقم کو ان الفاظ میں ادائیگی کے طور پر بیان کیا:

"لیکن یہ ادائیگی کس سلسلے میں کی جاتی ہے؟ یہ کوئی میراث نہیں ہے، یہ کوئی ایسی رقم نہیں ہے جو آسمان سے گر گئی ہو۔ یہ ایک ایسی رقم ہے جو ادا کی جاتی ہے کیونکہ کمپنی کی طرف سے ریونیو حکام کو اس پورے عرصے کے دوران بہت زیادہ رقم ادا کی گئی تھی جس کے دوران اضافی منافع ڈیوٹی ادا کی گئی تھی، اور اس رقم کا مطلب ہے اور اس کا مقصد اس رقم کی ادائیگی کی نمائندگی کرنا ہے جو ان کی تجارت کے اضافی منافع پر عائد ڈیوٹی کے سلسلے میں ان کی طرف سے ادا کی گئی تھی۔ یہ واپس آتا ہے، لہذا اس نے اپنا کردار نہیں کھویا لیکن پھر بھی بہت زیادہ رقم کی ادائیگی ہونے کی وجہ سے، یہ سچ ہے، لیکن اس منافع میں سے لی گئی رقم جو کمپنی نے اپنی تجارت کے دوران کی تھی، منافع جو اس وقت بنایا گیا تھا وہ انکم ٹیکس کے تابع تھا اور اضافی منافع ڈیوٹی کے تابع تھا، اور یہ اس ادائیگی کی نوعیت ہے جو کی گئی ہے۔" اصول سے نمٹتے ہوئے، قواعد کے بادشاہ نے مشاہدہ کیا :

"میں نے نشاندہی کی ہے، یہ ایک ایسا معاملہ ہے جہاں کمپنی کو اضافی منافع ڈیوٹی کے ذریعے پہلے ادا کی گئی رقم کی ادائیگی موصول ہوئی ہے اور اس میں وہ خصوصیت منسلک ہے ؛ اور ہمیں قانون کے ذریعے بتایا جاتا ہے کہ جب ایسی رقم ادا کی جاتی ہے تو اسے اس سال کے منافع کے طور پر مانا جاتا ہے جس میں ادائیگی موصول ہوتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اسے منافع کے طور پر مانا جا سکتا ہے لیکن اسے قابل قدر منافع کے طور پر نہیں ماننا چاہیے۔ میرے خیال میں اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی ادائیگی کسی ایسی رقم کے ذریعے نہیں کی جاتی ہے جس کا کوئی اصل یا نسب نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی رقم ہے جو اس کمپنی کی طرف سے ان کی تجارت پر اضافی منافع ڈیوٹی کی شکل میں پہلے سے ادا کی گئی رقم کی ادائیگی کی نمائندگی کرتی ہے۔ اگر اس کا یہ کردار ہونا ہے اور اسے اس طرح کے منافع کے طور پر ماننا ہے، حالانکہ یہ منافع کے سلسلے میں ادا کی گئی رقم کی ادائیگی ہے، تو اسے اس سال کے منافع کے طور پر ماننا ہے جس میں ادائیگی موصول ہوتی ہے۔ لفظ 'ٹریڈ' اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اسے ایسی چیز سمجھا جانا چاہیے جو حقیقت میں نہیں ہے، یا چاہے وہ دفعہ ہے یا نہیں اسے منافع کے طور پر سمجھا جانا چاہیے، اور اس لیے میرے خیال میں اس سوال پر بحث کرنا ناممکن ہے کہ مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں یا نہیں یا کیا اس پر تنقید کی جاسکتی ہے کہ مالی طور پر بالکل ٹھیک نہیں ہے کہ اسے اس مخصوص سال میں اس طریقے سے سمجھا جانا چاہیے ؛ لیکن ہمیں قانون کے ذریعے بتایا جاتا ہے کہ اسے اس سال کے منافع کے طور پر سمجھا جانا چاہیے جس میں ادائیگی موصول ہوتی ہے۔"

حقائق پر اسی طرح کے ایک معاملے میں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے (کرکیز ٹرسٹیز بمقابلہ ان لینڈ ریونیو کمشنرز، ہاؤس آف لارڈز (ویسکاؤنٹ کیو، ایل سی، لارڈ اٹکنسن، ڈنفرملائن کے لارڈ شاہ، لارڈ سمئر اور لارڈ کارسن) نے وہی تعمیر آر (1) 4 کے آخری حصے پر رکھی۔ لارڈ سمئر کی تقریر میں اصول کے آخری حصے میں افسانے کی حد کی وضاحت کرنے والا درج ذیل حوالہ انتہائی سبق آموز ہے :

"سزا کی واضح لازمی شرائط، احتیاط سے منتخب کردہ زبان میں، ظاہر کرتی ہیں کہ اسے اس وجہ سے کسی چیز کے تابع ہونا ہے کہ اس نے پہلے اضافی منافع ڈیوٹی کے ذریعے ادا کی گئی رقم کی ادائیگی کی شکل میں یہ فائدہ اٹھایا تھا۔ کوئی شے جو منافع نہیں ہے، بلکہ صرف رقم کی ادائیگی ہے، ایسی شے جس کے نتیجے میں منافع نہیں ہو سکتا ہے، کیونکہ اگرچہ تجارت جاری رہتی ہے، اس سال اتنا بڑا نقصان ہوتا ہے کہ اس ادائیگی سے خسارہ نہیں بنتا ہے، کوئی شے جو تجارتی منافع نہیں ہو سکتی ہے، کیونکہ تجارت مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے، اس کے باوجود اسے سال کے منافع اور منافع کے طور پر ماننا ہے۔ ٹریڈ ایک نیا لفظ ہے جو قانونی تکنیکی سے پاک ہے۔

یہ سب سے وسیع لفظ ہے جس کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ مقننہ نے یہ کہنے سے گریز کیا کہ 'اس کا اندازہ اس طرح کیا جائے گا' یا 'اسے منافع اور نقصان کے حساب میں لایا جائے گا'، اور صرف یہ کہتا ہے کہ جو چیز منافع نہیں ہے بلکہ محض ادائیگی ہے اسے منافع کے طور پر مانا جائے گا، جو وہ ہو یا نہ ہو، اور سال کے منافع کے طور پر۔ لہذا، میں سمجھتا ہوں کہ لفظ 'ٹریڈ' ایک الزام عائد کرنے کے لیے ایک مناسب لفظ ہے۔"

اس سلسلے میں بھی دیکھیں اولیو اینڈ پارٹنگٹن لمیٹڈ بنام روز۔

ان مقدمات پر چکرورتی، سی جے، اور لہری، جے نے اپیل کے تحت فیصلے میں بھروسہ کیا تھا، اور فاضل ججوں نے نشاندہی کی کہ "انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس میں تشخیص کے مقاصد کے لیے "الفاظ کا اضافہ بھارتیہ قانون کے الفاظ پر اس کے اطلاق میں استدلال کو مضبوط کرتا ہے۔ ہم اس بیان سے متفق ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ ذیلی دفعہ دو افسانے تخلیق کرتا ہے۔ پہلے افسانے کے مطابق یہ بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے مقاصد کے لیے کسی بھی ادائیگی کی 'آمدنی' کی رقم بناتا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ 'آمدنی' کو انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس کی تشخیص کے مقاصد کے لیے پچھلے سال کی آمدنی کے طور پر سمجھا جائے گا۔

کمپنی کی طرف سے مسٹر مترا کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس رقم کو بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے مقاصد کے لیے 'آمدنی' کے طور پر مانا جا سکتا ہے، لیکن محکمہ اب بھی یہ ثابت کرنے کے لیے ذمہ دار ہے کہ کمپنی ٹیکس کے لیے بالکل ذمہ دار ہے۔ ان کے مطابق، اسے قابل ٹیکس علاقے سے باہر موصول ہونے والی آمدنی کے طور پر ماننا پڑے گا، کیونکہ اگر افسانے میں اس کے ساتھ 'قابل ٹیکس علاقے کے اندر' سلوک کرنے پر غور کیا جاتا، تو اس نے خاص طور پر کہا ہوتا۔ ہماری رائے میں یہ عرض قبول نہیں کیا جا سکتا۔

یہ قابل ٹیکس آمدنی ہوتی لیکن اضافی منافع ٹیکس ایکٹ، کی دفعہ (2) 12 کی توضیحات کے لیے کوئی ذکر نہیں کرتی ہے۔ رسید کے آمدنی کے طریقہ کو فکشن کے ذریعے بحال کیا جاتا ہے، اور اسے اس کے علاوہ کسی اور ثبوت کے بغیر تشخیص کے تحت لایا جانا ہے کہ یہ برطانیہ کے ٹیکس کی ادائیگی کے طور پر موصول ہوا ہے، جس کے سلسلے میں ابتدائی سالوں میں کٹوتی کی گئی تھی۔ قابل ٹیکس علاقوں کے اندر اور اس کے بغیر آمدنی کے درمیان فرق کو یہ مطالبہ کر کے غیر ضروری بنا دیا گیا ہے کہ ادائیگی کے ذریعے اس رقم کو ٹیکس میں لایا جائے اور اسے پچھلے سال کے اندر آمدنی کے طور پر مانا جائے۔ اس طرح اثر یہ ہوتا ہے کہ ذیلی دفعہ مذکورہ رقم پر اپنی طاقت سے ٹیکس لگانے یا الفاظ کو ادھار لینے کی ذمہ داری عائد کرتی ہے۔ لارڈ سمنر کا، 'الزام عائد کرنے' کے لیے موزوں ہے۔

ہماری رائے میں، اضافی منافع ٹیکس کی ادائیگی کے طور پر موصول ہونے والی رقم کو بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ کے مقاصد کے لیے 'آمدنی' سمجھا جانا چاہیے اور تشخیص کے لیے اسے پچھلے سال کی آمدنی سمجھا جانا چاہیے۔ اس طرح کلکتہ عدالت عالیہ کی طرف سے سوال نمبر 1 کا دیا گیا جواب درست تھا۔

اپیل ناکام ہو جاتی ہے، اور اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔